کہ انہیں، ان پر سب وشتم کی چھٹی دے دیں۔ وہ اس تلخ حقیقت کو ضرور سمجھیں پھر خیر ہو جائے گی۔ پہلے اپنے پیروکاروں کو اصحاب وازواج نبی ﷺ پر سب وشتم کا درس دینا، پھر انہیں مرنے مارنے کی راہ دکھانا اور آخر میں دھرنے دینا تو کسی اچھی قیادت کا کام نہیں ہے۔

ٹائیں، ٹائیں فش

سلالہ چیک پوسٹ پر امریکی جارحیت کے نتیجے میں 24 مجاہدین اسلام کی شہادت پر ہماری حکومت کا پہلا ردعمل نیٹو سپلائی کی بندش اور شمسی ائرپورٹ پر سے امریکی تسلط کا خاتمہ تھا۔ امریکہ سے تعلقات کا از سرنو جائزہ لینے کیلئے یہاں رضا ربانی کی سربراہی میں جو نمائندہ کمیٹی قائم کی گئی، جب اس کی سفارشات انتظارِ بسیار کے بعد سامنے آئیں اور ان پر نظر ثانی کے بعد جو قرار داد منظور ہوئی اور اس کی منظوری میں ساری پارلیمنٹ نے جس طرح مداری کا تماشا دکھایا، اس سے سارے کئے کرائے پر پانی پھر گیا۔ چوہدری نثار علی خان کی شعبدہ بازی اور مولانا فضل الرحمٰن کی قلابازی سے ساری قوم کی رسوائی ہوئی۔ وجہ سب کو معلوم ہے کہ بجٹ آنے والا ہے۔ جو امریکی خیرات کے بغیر تشکیل نہیں پا سکتا۔ گداگروں کی ساری شیخی کرکری ہو گئی۔ ہوسکتا ہے امریکہ ہماری قیادت کو گدا کے چند مزید ٹکڑے دے ڈالے مگر ہم بتائے دیتے ہیں، وہ نہ معافی مانگے گا، نہ ڈرون حملے بند کرے گا اور نہ ہمیں اپنے کنٹینرز میں جھانکنے کی اجازت دے گا اور ہم اسی تنخواہ پر کام کرتے رہیں گے۔

عزت سادات بھی گئی

ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ملک کے مایہ ناز بیرسٹر اور تحریک بحالیٔ عدلیہ کے ہیرو جناب چوہدری اعتزاز احسن، وزیر اعظم کے خلاف توہین عدالت کے کیس اور صدارتی استثنا سے متعلقہ قوانین کی تشریح کرتے ہوئے ایسے دلائل دیں گے جن سے دنیائے قانون سمیت عامۃ الناس بھی اتفاق نہ کریں گے۔ برا ہو، سیاست کا! اچھا ہوتا، وہ یہ کیس نہ لیتے اور اگر لیتے تو وزیر اعظم کو نیک صلاح دیتے اور وہ غیر مشروط معافی مانگ لیتے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ عدالت کیا فیصلہ کرتی ہے پر اتنا معلوم ہے کہ بیرسٹر اعتزاز احسن

ع اس عاشقی میں عزت سادات بھی گئی

کا مصداق ہو کر رہ گئے ہیں۔ عدلیہ کی بحالی کی تحریک سے جو عظمت انہیں مل گئی تھی، اس کے بعد کسی مزید عظمت کا تصور ہی باقی نہیں رہا تھا۔ تحریک انصاف والے عمران خان نے بھی انہی کی طرح قومی ہیرو کے درجہ اعلیٰ سے کود کر کوچہ سیاست کی روائتی بے آبروئی کو قبول کیا۔ سینیٹر بن جانا یا وزیر قانون ہو جانا اعتزاز احسن کیلئے ہرگز باعث ایزادیٔ اعزاز نہ تھا۔ ان کا سرمایہ عزت اتنا بڑھ چکا تھا کہ وہ اس پر قناعت کرتے بلکہ وکالت بھی چھوڑ دیتے اور قومی تاریخ میں حیاتِ جاوید پا جاتے۔ مگر...... برا ہو سیاست کا جس نے ان کی عظمتوں کے مینار گرا دیئے۔

انرجی کانفرنس

انرجی کانفرنس سراسر ایک بے مقصد اجتماع تھا کیونکہ اس کے نتیجے میں بجلی کا بحران شدید تر ہو گیا ہے۔ واپڈا اور اس کے سارے ذیلی ادارے اس بات پر متفق ہیں کہ ملک کے اندر تیس ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ حکومت بجلی کی آمدنی کھا جاتی ہے اور بجلی بنانے والے کارخانوں کو ادائیگی نہیں کرتی اور کارخانے بند ہو جاتے ہیں۔ دوسری وجہ بجلی چوری اور تیسری وجہ سیاستدانوں کی نادہندگی ہے۔ برسر اقتدار اشرافیہ بجلی کا سرقہ بھی کرتی ہے اور کنڈے لگاتی ہے اور پھر اگر کوئی بل آ جائے تو وہ ادا نہیں کرتی۔ اگر حکومت آمدنی پر ڈاکہ نہ ڈالے اور کارخانوں کو بروقت ادائیگی کرے، حکمران اشرافیہ سرقہ بند کرے اور سرکاری ادارے اپنا بل ادا کریں تو بجلی کی کوئی کمی نہیں ہے۔ بجلی چوری خود واپڈا والے کراتے ہیں۔ حکومت بجلی چوروں کی نشاندہی کرنے کے اشتہار دیتی ہے حالانکہ کنڈے سامنے نظر آتے ہیں مگر نہیں نظر آتے تو لائن سپرنٹنڈنٹ اور اس کے عملہ کو! یہ سزا ہے عوام کو اپنی بددیانتی کی! عوام خود شریک جرم ہیں مگر بجائے توبہ کرنے کے دھرنے دیتے، جلوس نکالتے اور املاک کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

حکومت پنجاب پر عدالت کی رائے

لاہور ہائی کورٹ نے تبصرہ کیا ہے اور خوب کیا ہے کہ مرکزی حکومت کی دیکھا دیکھی، پنجاب گورنمنٹ نے بھی عدالتی احکام، ہوا میں اڑانے کی پالیسی اپنائی ہے۔ بڑے میاں سو بڑے میاں، چھوٹے میاں سبحان اللہ عدالتی احکام پر عمل، اگر حکومتیں ہی نہ کریں گی تو پھر عوام میں عدلیہ کا کیا احترام باقی رہے گا؟ بے شک تھانیدار کی تعیناتی حکومتیں ہی کرتی ہیں مگر یہ اختیار انہیں یہ اجازت نہیں دیتا کہ عدلیہ کو بھی اپنی

بے قاعدگیوں کا نشانہ بنائیں۔ ہمیں پنجاب گورنمنٹ سے یہ توقع نہ تھی کہ وہ ہائی کورٹ سے یہ خطاب حاصل کرے گی، کیونکہ اس نے تو خود عدلیہ کی بحالی میں قائدانہ کردار ادا کیا تھا اور اس آزاد عدلیہ سے اولین فیض اٹھانے والی وہ خود تھی۔ میاں نواز شریف کا نعرہ ہی یہی ہے کہ وہ عدلیہ کے ساتھ کھڑے ہیں۔ کیا وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ان کے برادر اصغر عدلیہ کے احکام کے سامنے جھکیں گے نہیں بلکہ کھڑے ہی رہیں گے؟

ہڑتالیں اور دھرنے

حکومت کیا مرکزی اور کیا صوبائی، اس حد تک مفلوج ہو چکی ہے اور فیصلہ سازی کی صلاحیت سے اتنی محروم ہو چکی ہے کہ عوام اغوا اور قتل کے مجرم گرفتار کرانے کیلئے سڑکیں بلاک کرنے، لاشیں چوک میں رکھ کر رونے اور خود سوزی کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ نرسیں اور ڈاکٹر اپنے مطالبات منوانے اور مسائل حل کرانے کیلئے ہڑتالیں کرتے اور دھرنے دیتے ہیں۔ قوم کی بیٹیوں پر لاٹھی برستی اور قومی غیرت بلبلاتی ہے، سرکاری ملازمین، سرکار سے پٹتے ہیں۔ ڈاکٹر ہڑتال پر ہیں اور مریض خوار ہیں۔ آخر یہ کیسا اندھیر ہے؟ راہوں پر دھرنے ہیں۔ لاشیں چوکوں میں پڑی ہیں اور حکومت نشہ اقتدار میں مست ہے۔ مسدود راہوں میں پھنسی ایمبولینس میں مریض مرجاتے ہیں اور یہ شرمناک خبریں بھی ملتی ہیں کہ زچگی راہ میں ہو گئی۔ یہ واقعات بڑے ہی دل شکن ہیں۔ کیا حکومتیں بے درد ہیں یا نالائق؟ آخر اس میں کیا رکاوٹ ہے کہ سرکاری ملازمین کے مطالبات بروقت زیر غور آئیں اور حکومتیں ان کے مجاز نمائندوں سے حسن تدبیر سے سودا کاری کریں اور معاملات کو خوش اسلوبی سے بروقت حل کرے؟

گیاری سیاچن کا المیہ

سیاچن پر ہمارا پورا بٹالین ہیڈ کوارٹر برف تلے دب گیا۔ پوری قوم کے دل آزردہ ہیں۔ ہم سب سے پہلے مردہ کو زندہ کر دینے والے قادر مطلق کے حضور ہاتھ پھیلاتے ہیں اور صمیم قلب سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنی قدرت کاملہ کا کرشمہ دکھائے اور یہ سب دبے ہوئے مجاہدین اسلام زندہ سلامت بازیاب ہو جائیں اور پھر ان کے والدین اور اہل وعیال سے آزمائش کی اس گھڑی میں اظہار ہمدردی کرتے ہیں اور ان کی تسلی کیلئے کہتے ہیں کہ مرضی مولا از ہمہ اولیٰ ان کے بیٹے، بھائی، خاوند اور باپ غازی کہلائیں یا شہید، دونوں صورتوں میں کامیاب و فائز المرام ہیں۔